

## صحابہ، صحابہ کی زبانی-3

<"xml encoding="UTF-8?>

[صحابہ، صحابہ کی زبانی-3](#)

[صحابہ کے بارے میں صحابہ کے نظریات-3](#)

[صحابہ کی اپنے خلاف گواہی](#)

[انس بن مالک کہتے ہیں :](#)

رسول اکرم نے انصار سے فرمایا :-

میرے بعد تم لوگ زبردست مالداری دیکھو گے۔ مگر اس پر اس وقت تک صبر کرنا جب تک حوض (کوثر) پر خدا اور اس کے رسول سے ملاقات نہ کرو۔ انس کہتے ہیں لیکن ہم لوگ صبر نہ کریائے۔(بخاری ج 2 ص 125)  
﴿أَلَا إِنَّ أُولَئِيَاءِ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَخْرَجُونَ﴾ (٦٢) ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ﴾ (٦٣) ﴿لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ (٦٤) (یونس - آیت 62,63,64)

ترجمہ:- آگاہ ربو اس میں کئی شک نہیں کہ دوستان خدا پر (قیامت میں) انہ تو کوئی خوف ہے اور نہ وہ آزدہ خاطر ہوں گے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (خدا سے) ڈرتے تھے ان ہی لوگوں کیلئے دنیوی زندگی میں (بھی) اور آخرت میں (بھی) خوشخبری ہے خدا کی باتوں میں ادل بدل نہیں ہوا کرتا یہی تو بڑی کامیابی ہے۔  
دوسری جگہ ارشاد فرما تا ہے

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَاتَلُوا رَبِّنَا اللَّهَ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَّزَّلَ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَا تَخَافُوا وَلَا تَحْرَجُونَ وَأَبْشِرُوهُم بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ﴾ (٣٠) ﴿نَحْنُ أَوْلِياؤكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشَهَّدُونَ﴾ (٣١) ﴿نُزُلًا مِّنْ عَفْوٍ رَّحِيمٍ﴾ (٣٢) (پ 24 س 41 (فصلت) آیت 30,31)

[صدق الله ع العلى العظيم](#)

ترجمہ:- جن لوگوں نے (سچے دل سے) کہا کہ ہمارا پروردگار تو (بس) خدا ہے پھر وہ اسی پر قائم رہے ان پر موت کے وقت (رحمت کے) فرشتے نازل ہوں گے (اور کہیں گے) کہ کچھ خوف نہ کرو اور غم نہ کھاؤ اور جس بہشت کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ اس کی خوشیاں مناؤ، ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (رفیق) ہیں۔

اور جس چیز کو بھی تمہارا جی چاہے بہشت میں تمہارے واسطے موجود ہے اور جو چیز کرو گے وہاں تمہارے لئے حاضر ہو گی (یہ) بخشنے والے مہربان (خدا) کی طرف سے (تمہاری) مہمانی ہے۔

اب آپ فیصلہ کیجئے خدا کے اس وعدے کے بعد ابوبکر و عمر کی تمنا یہ کیوں ہے کہ کاش بشر نہ ہوتے؟ حالانکہ خدا نے بشر کو اپنی مخلوقات پر فضیلت دی ہے اور جب عام مومن جو اپنی زندگی سیدھی طرح سے گزارنا ہے تو مرتبے وقت اس پر ملائکہ نازل ہوتے ہیں اور اس کو جنت میں اس کی خوشخبری دیتے ہیں۔

اور وہ پھر نہ عذاب سے ڈرتا ہے اور نہ جو کچھ دنیا میں اپنے پیچھے چھوڑ آیا ہے اس پر رنجیدہ ہوتا ہے آخرت کی زندگی سے پہلے ہی اس کو زندگانی دنیا ہی میں بشارت دیدی جاتی ہے تو پھر ان بزرگ صحابہ کو کیا بُوگیا ہے جو رسول کے بعد خیر خلق ہیں (جیسا کہ ہم کو بچپن سے یہی تعلیم دی جاتی ہے) کہ یہ تمنا کرتے ہیں : کاش ہم پا خانہ ہوتے ، ہم مینگنی ہوتے ، بال ہوتے ، بھوسا ہوتے (سب کچھ ہوتے مگر انسان نہ ہوتے) اگر ملائکہ نے ان کو بشارت جنت دے دی ہوتی تو یہ عذاب خدا سے بچنے کے لئے زمین پر واقع ہونے والے پھاڑوں کے برابر سونا را خدا میں صدقہ دے کر عذاب خدا سے بچنے کی تمنا نہ کرتے ۔

ایک اور جگہ ارشاد خدا ہے

"وَلَوْ أَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْأَرْضِ لَأَفْتَدَتْ بِهِ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوْا الْعَذَابَ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقُسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ" ۔

(پ 11 ص 10 (یونس) آیت 54)

ترجمہ:- اور (دنیا) جس جس نے (بیماری نافرمانی کرکے) ظلم کیا ہے (قیامت کے دن) اگر تمام خزانے جو زمین میں ہیں اسے مل جائیں تو اپنے گناہ کے بدلہ ضرور فدیہ دے نکلے اور جب وہ لوگ عذاب کو دیکھیں گے تو اظہار ندامت کریں گے اور ان میں باہم انصاف کے ساتھ حکم کیا جائیگا اور ان پر (ذرہ برابر) ظلم نہ کیا جائیگا ۔ ایک دوسری جہ ارشاد ہوتا ہے :

"وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعْهُ لَأَفْتَدَوْا بِهِ مِنْ سُوءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُنُوا يَحْتَسِبُونَ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَخَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهِرُونَ" ۔

(پ 24 ص 29 (زمر) آیت 47,48)

ترجمہ:- اور اگر نافرمانوں کے پاس روئے زمین کی پوری کائنات مل جائے بلکہ اس کے ساتھ اتنی ہی اور بھی ہوتا قیامت کے دن یہ لوگ یقیناً سخت عذاب کا فدیہ دے نکلیں (اور اپنا چھٹکارا کرانا چاہیں) اور (اس وقت) ان کے سامنے خدا کی طرف سے وہ بات پیش آئی گی جس کا انہیں وہم و گمان بھی نہ تھا اور جو بد کردار یا ان لوگوں نے کی تھیں (وہ سب) ان کے سامنے کھل جائیں گی اور جس (عذاب) پر یہ لوگ قہقہے لگاتے تھے وہ انہیں گھبیرلے گا ۔

میں نے اپنے پورے دل کی گھرائیوں سے چاہتا ہوں کہ یہ آیتیں صحابہ کبار جیسے ابو بکر و عمر کو شامل نہ ہوں لیکن جب ان نصوص کو پڑھتا ہوں تو ان اصحاب کے رسول اللہ سے زبردست قسم کے تعلقات اور پھر ان روابط کے باوجود آنحضرت (ص) کے احکام سے انحراف اور انتہا یہ ہے کہ آنحضرت کے آخری عمر میں ان کی ایسی نافرمانی جس سے حضور کو غصہ آجائی اور ان لوگوں کو اپنے گھر سے باہر نکال دیں ۔ ان (دونوں) کو سوچتا ہوں تو بہت دیر تک مجھ پر سکوت طاری ہوجاتا ہے اور میری نظرؤں کے سامنے فلم کی طرح وہ تمام واقعات یکے بعد دیگرے آئے لگتے ہیں جو رسول خدا کے بعد پیش آئے جیسے ان کی لخت جگر فاطمہ زبرا کو ان لوگوں نے اذیت دی ان کی توبہ بن کی حالانکہ خود حضور فرمائے تھے :-

فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا ۔

(بخاری ج 2 ص 206 باب مناقب قربانہ رسول اللہ)

جناب فاطمہ نے ابو بکر و عمر سے فرمایا :-

میں تم دونوں کو خدا کی قسم دیتی ہوں کیا تم نے رسول خدا (ص) کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سننا ؟ فاطمہ کی خوشنودی میری خوشنودی ہے اور فاطمہ کی ناراضگی میری ناراضگی ہے جس نے میری بیٹی فاطمہ سے محبت

کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے فاطمہ کو راضی رکھا، اور جس نے فاطمہ کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا دونوں نے کہا: ہاں ! ہم نے رسول اللہ سے سنا ہے تب جناب فاطمہ نے فرمایا : میں خدا اور اس کے ملائکہ کو گواہ بناتی ہوں کہ تم دونوں نے مجھے ناراض کیا اور مجھے راضی نہیں کیا اور جب میں رسول خدا سے ملاقات کروں گی تو تم دونوں کی ضرور شکایت کروں گی ۔

(فڈک فی التاریخ ص 92)

خیر اس روایت کو چھوڑئی جس سے دل زخمی ہو جاتے ہیں ۔ ابن قتبیہ جو علمائے اہل سنت میں سے تھے اور بہت سے فنون میں بے مثال تھے ۔ تفسیر ، حدیث ، لغت نحو ، تاریخ وغیرہ میں ان کی بہت ہی اہم تالیفات ہو سکتا ہے یہ بھی شیعہ ریسے ہوں کیونکہ ایک مرتبہ ایک شخص کو میں نے تاریخ الخلفاء دکھائی تو اس نے بر جستہ کہا: یہ تو شیعہ تھے ، اور بمامارے علماء جب کسی سوال کا جواب نہیں دے پاتے تو ان کے پاس آخری حیله یہی رہتا ہے کہ اس کتاب کا مصنف شیعہ ہے چنانچہ ان کے نزدیک طبری شیعہ ہے ، امام نسائی ... جنہوں نے حضرت علی کے خصائص میں کتاب لکھی ... شیعہ تھے ،

ابن قتبیہ بھی شیعہ تھے ، موجودہ ڈاکٹر طہ حسین مصری نے جب اپنی شہرہ افاق کتاب "الفتنۃ الکبری" لکھی اور اس میں حدیث غدیر کا ذکر کیا اور دیگر حقائق کا اعتراف کیا تو یہ بھی شیعہ ہو گئے ۔

واقعہ یہ کہ ان میں کوئی بھی شیعہ نہیں تھا ۔ لیکن ہمارے علماء کی عادت ہے جب کبھی شیعوں کا ذکر کرتے ہیں ۔ تو ان کو شیعوں میں کوئی اچھائی نہیں نظر آتی صرف برائی کا تذکرہ کرتے ہیں ۔ اور اپنا سارا زور علمی صحابہ کی عدالت پر صرف کرتے ہیں ، اور کسی نہ کسی طرح ان کو عادل ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کرتے ہیں ۔ لیکن اگر کسی نے حضرت علی کے فضائل کا ذکر کر دیا وار یہ اعتراف کر لیا کہ بڑے بڑے صحابہ سے بھی غلطی ہوئی ہے تو فوراً اس پر تشیع کا الزام لگادیتے ہیں ۔ صرف اتنی سی بات کافی ہے کہ اگر آپ کسی کے سامنے نبی کریم کا ذکر کر کے صلی اللہ علیہ وآلہ کہہ دیجئے یا حضرت علی کا نام لے کر علیہ السلام کہہ دیجئے تو وہ فوراً کہہ دے گا تم شیعہ ہو ۔

اسی بنیاد پر ایک دن میں اپنے ایک (سنی) عالم سے بات کرتے ہوئے بولا :

آپ کی رائے بخاری کے بارے میں کیا ہے ؟ فرمایا: ارے وہ تو ائمہ حدیث میں سے ہیں ان کی کتاب قرآن کے بعد سب سے زیادہ صحیح ہے اور اس پر ہمارے تمام علماء کا اجماع ہے ، میں نے کہا ، وہ تو شیعہ تھے ۔ تو اس پر وہ عالم میرا مذاق اڑانے کے انداز میں بہت زور سے ٹھٹھا مار کے ہنسے اور بولے :

حاشا کلا، بھلا امام بخاری شیعہ ہوں گے ؟ میں نے عرض کیا ابھی آپ نے فرمایا کہ حضرت علی کا نام لے کر علیہ السلام کہے وہ شیعہ ہے ۔

بولے ہاں !

ہاں یہ تو واقعہ ہے !

تب میں نے ان کو اور ان کے ساتھ جو لوگ تھے سب کو بخاری میں متعدد مقامات دکھائے جہاں حضرت علی کے بعد علیہ السلام اور حضرت فاطمہ کے بعد علیہا السلام اور حسن وحسین ابن علی کے بعد علیہما السلام لکھا تھا

(بخاری ج 1 ص 127 ، 130 اور ج 2 ص 205، 126)

تو یہ دیکھ کر مبہوت ہو گئے ، اور چپ ہو گئے کوئی جواب نہ دے سکے ۔

اب میں پھر اسی روایت کی طرف آتا ہوں جس میں ابن قتبیہ لے لکھا ہے کہ جناب فاطمہ ابو بکر و عمر پر بہت

غضبناک تھیں۔ ہو سکتا ہے آپ کو شک ہو۔ لیکن میں کم از کم بخاری کے بارے میں شک نہیں کرسکتا جو ہمارے یہاں قرآن کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے اور ہم نے اپنے لئے لازم قرار دے لیا ہے یہ واقعاً صحیح ہے اور شیعوں کو حق ہے کہ اس کتاب سے ہم کو ملزم قرار دیں جس طرح خود ہم نے اپنے کو ملزم قرار دے لیا ہے اور عقلمند لوگوں کے لئے انصاف کا طریقہ بھی یہی ہے لیجئے بخاری کا باب مناقب قرابۃ رسول اللہ مطالعہ فرمائیے اس میں ہے : فاطمہ میرے دل کا ایک ٹکڑا ہے جس نے فاطمہ کو غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا۔ اور باب غزوہ ، خبر میں ہے عائشہ بیان کرتی ہیں فاطمہ بنت النبی (علیہا السلام) نے ابو بکر کے پاس آدمی بھیجا کہ رسول خدا کی میراث مجھے دو۔ لیکن ابو بکر نے اس میں سے ایک حبہ بھی دینے سے انکار کر دیا۔ تو فاطمہ اس وجہ سے غضبناک ہو گئیں۔ اور ان کا بائیکاٹ کر دیا۔ مرتے دم تک ان سے بات نہیں کی ..... دونوں کا نتیجہ ایک ہی ہے بخاری نے اس واقعہ کو اختصار کے ساتھ اور ابن قتبیہ نے تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے اور دونوں کا نتیجہ یہ ہے :

رسول اللہ فاطمہ کی ناراضیگی سے ناراض ہوتے تھے اور فاطمہ کی خوشی سے خوش ہوتے تھے اور فاطمہ مرگیں مگر ابو بکر سے راضی نہیں ہوئیں .....  
اب اگر بخاری یہ کہتے ہیں :

فاطمہ ابو بکر پر ناراضیگی کے عالم میں مری ہیں اور مرنے دم تک بات نہیں کی تو اس کا بھی مطلب وہی ہے جو ابن قتبیہ نے لکھا ہے .....

اور بقول جناب بخاری ... "؛ کتاب الاستئذان باب من ناجی بین الناس..... جب فاطمہ تمام دنیا کی عورتوں کی سردار ہیں اور پوری امت مسلمہ میں اکیلی وہ عورت ہیں جو آیت تطہیر کی رو سے معصومہ ہیں تو ان کا غضبناک ہونا کسی ناحق بات پر تو ہو ہی نہیں سکتا۔ اسی لئے خدا اور رسول فاطمہ کے غضبناک ہونے سے غضبناک ہو جاتے ہیں اور اسی لئے ابو بکر نے بھی کہا تھا :

اے فاطمہ میں خدا اور آپ کی ناراضیگی سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ یہ کہہ کر ابو بکر باآواز بلند رونے لگے اور قریب تھا کہ ان کی روح جسم سے مفارقت کرجائے مگر فاطمہ یہی کہتی رہیں۔ خدا کی قسم میں ہر نماز کے بعد تم دونوں کے لئے بد دعا کرتی رہوں گی۔ اس واقعہ کے بعد ابو بکر روتے ہوئے نکلے اور کہتے جاتے تھے " مجھے تمہاری بیعت کی ضرورت نہیں ہے -  
مجھ سے اپنی (اپنی) بیعت توڑ دو۔

(الامامة والسياسة (ابن قتبیہ) ج 1 ص 20)

ویسے تم ہمارے بہت سے مورخین و علماء نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ عطیہ، میراث، سہم القراء کے سلسلے میں جناب فاطمہ (س) نے ابو بکر سے نزاع کی لیکن ابو بکر نے آپ کا دعویٰ رد کر دیا اور آپ مرتے دم تک ابو بکر سے ناراض رہیں۔ ... لیکن یہ حضرات اس قسم کے واقعات کو پڑھ کر اس طرح گزر جاتے ہیں۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو اور اس قسم کے واقعات پر جن سے قریب سے یا دور سے صحابہ کی بزرگی پر دھبہ آتا ہو" اپنی حسب عادت زبان ہی نہیں کھولتے .... اس سلسلہ میں سب سے عجیب بات میں نے ایک بزرگوار کی پڑھی جو واقعہ کو ذرا تفصیل سے تحریر کرنے کے بعد فرماتے ہیں : میں نہیں تسلیم کرسکتا کہ جناب فاطمہ نے ناحق چیز کا مطالبہ کیا ہو جیسے کہ میں یہ تسلیم نہیں کرسکتا کہ ابو بکر نے فاطمہ کے جائز حق کو روک دیا ہو..... اس سفسطہ سے اس عالم کو شاید یہ خیال پیدا ہوا ہو کہ اس نے مسئلہ کو حل کر دیا اور بحث کرنے والوں کو قانع کر دیا۔ حالانکہ یہ ایسے ہی ہے کہ کوئی کہے : میں تسلیم نہیں کرسکتا کہ قرآن ناحق بات کہے

جیسے کہ میں یہ بات تسلیم نہیں کر سکتا کہ بنی اسرائیل نے گوسالہ پرستی کی بو .... ہمارے لئے سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ ہمارے علماء ایسی بات کہتے ہیں جس کو وہ خود نہیں سمجھتے وار یہ نقیضین پر عقیدہ رکھتے ہیں ۔ واقعہ یہ ہے کہ جناب فاطمہ نے دعویٰ کیا اور ابو بکر نے اس کو رد کر دیا ۔ اب یا تو (معاذ اللہ) جناب فاطمہ جہوٹی تھیں یا پھر ابو بکر ظالم تھے یہاں کوئی تیسری صورت حال نہیں ہے جیسا کہ ہمارے بعض علماء کہنا چاہتے ہیں ۔ اور چونکہ عقلی و نقلی دلیلوں سے ثابت ہے کہ سیدہ عالمیان جہوٹی نہیں ہو سکتیں کیونکہ ان کے باپ کی صحیح حدیث ہے فاطمہ میرا ٹکڑا ہے جس نے اس کو اذیت پھونچائی اس نے مجھ کو اذیت پھونچائی اور واضح سی بات ہے کہ رسول کی طرف سے یہ سند کسی جہوٹے کو نہیں دی جاسکتی ہے ۔ پس یہ حدیث تو بذات خود اس بات کی دلیل ہے کہ نہ جناب فاطمہ جہوٹ بول سکتی ہیں اور نہ کسی دیگر بری چیز کا ارتکاب

کر سکتی ہیں، جس طرح آیت تطہیر ان کی عصمت پر دلیل ہے ۔  
(صحیح مسلم ج 7 ص 112، 120)

جو حضرت عائشہ کی گواہی کی بنا پر وفاطمہ ان کے شوہر ان کے بچوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے ۔ لہذا اس کے علاوہ کوئی چار ہ نہیں ہے کہ صاحبان عقل اس بات کو تسلیم کر لیں کہ وہ معصومہ مظلومہ تھیں، فاطمہ کا جہوٹا ہونا انہیں لوگوں کے لئے ممکن ہے جو یہ دھمکی دے سکتے ہوں کہ اگر بیعت سے انکار کرنے والے فاطمہ کے گھر سے نہ نکلے تو ہم فاطمہ کے گھر کو آگ لگادیں گے ۔  
(تاریخ الخلفاء ج 1 ص 20)

انہیں تمام اسباب کی بنا پر جناب فاطمہ نے ابو بکر و عمر کو اپنے گھر میں اجازت مانگنے پر داخل ہونے کی اجازت نہیں دی اور جب حضرت علی ان دونوں کو گھر میں لائے تو جناب فاطمہ نے اپنا منہ دیوار کی طرف کر لیا ۔ اور ان کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا ۔  
(تاریخ الخلفاء ج 1 ص 20)

جناب فاطمہ کی وصیت کے مطابق ان کو راتوں رات دفن کیا گیا تاکہ ان میں سے کوئی جنازہ میں شریک نہ ہو جائے ۔  
(صحیح بخاری ج 3 ص 39)

اور بنت رسول کی قبر آج تک لوگوں کے لئے مجرول ہے ۔ میں اپنے علماء سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ ان حقائق پر کیوں خاموش ہیں ؟  
کیوں اس کے بارے میں بحث نہیں کرتے ؟  
بلکہ اس کا ذکر تک نہیں کرتے ؟

اور ہمارے سامنے صحابہ کو ملائکہ بنا کر پیش کرتے ہیں کہ وہ لوگ نہ گناہ کرتے تھے اور نہ ان سے غلطی ہوتی تھی آخر ایسا کیوں ہے ؟

جب میں کسی عالم سے پوچھتا ہوں : خلیفة المسلمين سیدنا عثمان بن عفان ذی النورین کو کیسے قتل کر دیا گیا ؟

تو صرف یہ جواب ملتا ہے کہ مصریوں ... جو سب کافر تھے ..... نے آکر قتل کر دیا صرف دو جملوں میں بات تمام کر دی جاتی تھی ۔ لیکن جب مجھے فرصت ملی اور میں نے تاریخ کا مطالعہ کیا تو پتہ چلا کہ عثمان کے قاتل نمبر ایک کے اصحاب تھے اور ان میں بھی سب سے آگے ام المؤمنین عائشہ تھیں جو چلا چلا کر لوگوں کو عثمان کے

قتل پر ورغلاتی تھیں۔ اور ان کے خون کو مباح بتاتی تھیں اور کہتی تھی :-

"اقتلوا نعشلا فقد کفر"

"نعشل" کو قتل کردو یہ کافر ہو گیا ہے ...

(تاریخ طبری ج 4 ص 407، تاریخ ابن اثیر ج 3 ص 206، لسان العرب ج 14 ص 193، تاج العروس ج 8 ص 141، العقد الفرید ج 4 ص 290)

نعشل ایک یہودی تھا عثمان کی ڈاڑھی اس کی ڈاڑھی سے بہت مشابہ تھی اس لئے عائشہ عثمان کو نعشل کرنا تھیں، مترجم... اسی طرح طلحہ، زبیر، محمد ابن ابی بکر، وغيرہ جیسے مشہور صحابی نے عثمان کا محاصرہ کر لیا تھا اور ان کے اوپر پانی بند کر دیا تھا تاکہ مجبور ہو کر خلافت سے مستعفی ہو جائیں۔ مورخین کا بیان ہے کہ یہی صحابہ کرام تھے جنہوں نے عثمان کے لاشہ کو مسلمانوں کے مقبرہ میں دفن نہیں ہونے دیا۔ اور ان کو غسل و کفن کے بغیر حش کو کب میں دفن کیا گیا۔ سجان اللہ ہم کو تو یہ بتایا جاتا کہ عثمان کے قاتل مسلمان ہی نہ تھے اور ان کو مظلوم قتل کیا گیا ہے۔ جناب فاطمہ اور ابوبکر کی طرح یہ دوسرا قصہ ہے کہ با تو عثمان مظلوم تھے تو پھر جتنے صحابہ نے ان کو قتل کیا یا ان کے قتل میں شریک رہے وہ سب کے سب مجرم ہیں کہ کیونکہ انھیں نے خلیفہ کو ظلم کر دیا اور ان کے جنازہ کے پیچھے پیچھے جنازہ پر پتھر مارتے ہوئے لے گئے۔ زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی ان کی توبیں کی... اور یا پھر یہ تمام صحابہ حق پر تھے جنہوں نے عثمان کو قتل کیا۔ کیونکہ عثمان نے اسلام مخالف بہت سے اعمال کا ارتکاب کیا تھا۔ جیسا کہ تاریخوں میں ہے دونوں میں سے ایک کو باطل ماننا ہوگا۔ یہاں کوئی تیسرا صورت نہیں ہے بان یہ اور بات ہے ہم تاریخ ہی کو جھੱٹلا دیں اور لوگوں کو دھوکہ دیں کہ جن مصریوں نے عثمان کو قتل کیا تھا وہ کافر تھے بھر حال دونوں صورتوں "خواہ عثمان کو مظلوم مانیں یا مجرم" میں الصحابة کلهم عدول" سارے صحابہ عادل ہیں کا طسم ٹوٹ جاتا ہے یا تو یہ مانئے کہ عثمان عادل نہیں تھے یا یہ مانئے کہ ان کے قاتل عادل نہیں تھے۔ دونوں ہی صحابہ اس طرح ہم اہل سنت کا دعویٰ تو باطل ہو جاتا ہے البتہ شیعوں کا دعویٰ ثابت ہو جاتا ہے کہ بعض صحابہ عادل تھے بعض عادل نہیں تھے۔

اسی طرح میں جنگ جمل کے بارے میں سوال کرتا ہوں جس کے شعلے ام المؤمنین عائشہ نے بھڑکائے تھے اور خود ہی لشکر کی قیادت کر رہی تھیں۔ آخر جب ان کو خدا نے حکم دیا تھا کہ :

وَقْرَنْ فِي بَيْوَكْنَ وَلَا تَبْرُجْ الْجَاهِلِيَّةِ الْأَوَّلِ (پ 22 ص 33 (الاحزاب ) آیہ 32)

ترجمہ :

اور اپنے گھروں میں نچلی بیٹھی رہو اور اگلے زمانہ جاہلیت کی طرح انپے بناؤں نگار نہ دکھاتی پھرو!

انپے گھروں میں بیٹھی رہو تو ام المؤمنین عائشہ کیوں نکلی؟

اسی طرح دوسرا سوال کرتا ہوں کہ ام المؤمنین نے حضرت علی کے خلاف کس دلیل کی بنا پر جنگ کی؟

جبکہ حضرت علی تمام المؤمنین و مومنات کے ولی تھے۔

لیکن حسب معمول ہمارے علماء بڑی سادگی سے جواب دی دیتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت علی سے دشمنی رکھتی تھیں کیونکہ "واقعہ افک" میں حضرت علی نے (بشرطیکہ یہ صحیح ہو) رسول خدا کو مشورہ دیا تھا کہ انکو طلاق دے دیجئے ہمارے علماء ہم کو اس طرح مطمئن کرنا چاہتے ہیں چونکہ :

واقعہ افک" میں حضرت علی نے (بشرطیکہ یہ صحیح ہو) طلاق کا مشورہ دیا تھا اس لئے ام المؤمنین نے مخالفت کی تھی مگر آپ سوچئے تو کیا صرف اتنی سی بات پر حضرت عائشہ کے لئے جائز تھا کہ حکم قرآن کی

مخالفت کریں؟ اور وہ پرده جو رسول نے ان پر ڈال رکھا تھا اس کو چاک کر دیں؟ اور اونٹ کی سواری کریں جب کہ رسول نے پہلے ہی روک دیا اور ان کو ڈرایا تھا کہ حواب کے کتے بھونکیں گے۔ (الامامة والسياسة)

اور بی بی عائشہ اتنی لمبی مسافت طے کریں یعنی مدینہ سے مکہ اور پھر مکہ سے بصرہ جائیں، بے گناہ لوگوں کو قتل کریں؟ حضرت علی اور جن صحابہ نے علی کی بیعت کی تھی ان سے جنگ کریں؟ اور بزاروں مسلمان قتل کئے جائیں جیسا کہ مورخین نے لکھا ہے۔ (طبری، ابن اثیر مدائی وغیرہ جنہوں نے سنہ 36 ہ کے حالات تحریر کئے ہیں۔)

ان سب جرائم کا ارتکاب صرف اس لئے جائز ہے کہ ام المؤمنین حضرت علی کو نہیں چاہتی تھی۔ اس لئے کہ حضرت علی نے طلاق کا مشورہ دیا تھا۔ لیکن نبی نے طلاق تو نہیں دیا۔ پھر اتنی نفرت کیوں؟ مورخین نے دشمنی کے وہ وہ واقعات تحریر کئے جن کی تفسیر ممکن ہی نہیں ہے (مثلا) جب آپ مکہ سے واپس آری تھیں تو لوگوں نے بتایا عثمان قتل کردیئے گئے اس خبر کو سن کر آپ پھولے نہیں سماربی تھیں۔ لیکن جب لوگوں نے یہ خبر دی کہ مدینہ والوں نے علی کی بیعت کر لی تھی اس کو سنتے ہی آپ آگ بگولہ ہو گئیں اور فرمانے لگیں:

مجھے یہ بات پسند تھی کہ علی کو خلافت ملنے سے پہلے آسمان پھٹ پڑتا اور فورا حکم دیا کہ مجھے واپس لے چلو۔ اور آتے ہیں حضرت علی کے خلاف آتش فتنہ بھڑکا دی، وہ علی بقول مورخین جن کا نام لینا بھی پسند نیں کرتی تھیں۔ کیا ام المؤمنین نے رسول خدا کا یہ قول نہیں سنا تھا:

علی کی محبت ایمان اور علی سے بغض رکھنا نفاق ہے۔  
(صحیح مسلم ج 1 ص 48)

اور اسی لئے بعض اصحاب کا یہ قول مشہور ہے کہ ہم منافقین کو حضرت علی سے بعض رکھنے سے پہچان لیا کرتے تھے... اور کیا ام المؤمنین نے رسول اسلام کا یہ قول نہیں سنا تھا: جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں.... حتما سب کچھ سنا تھا لیکن نہ وہ علی کو چاہتی تھیں نہ ان کا نام لینا پسند کرتی تھیں بلکہ جب علی کے مرنے کی خبر سنی ہے تو فورا سجد ہ شکر کیا ہے

(طبری، ابن اثیر، الفتنة الكبرى، تمام وہ مورخین جنہوں نے سنہ 40 ہجری کے حالات لکھے ہیں)

ان باتوں کو جانے دیجیئے میں ام المؤمنین عائشہ کی تاریخ سے بحث نہیں کر رہا ہوں میں تو صرف یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ بہت سے صحابہ نے مبادی اسلام کی مخالفت کی ہے اور رسول خدا کے احکام کی نافرمانی کرتے رہے ہیں۔ رہا ام المؤمنین کا فتنہ تو اس سلسلہ میں صرف ایک ایسی دلیل کافی ہے جس پر تمام مورخین نے اجماع کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب ام المؤمنین عائشہ کا گزر چشمہ حواب سے ہوا تو وہاں کے کتوں نے بھونکنا شروع کیا اس پر بی بی کو رسول خدا کی تحذیر یاد آئی اور یہ یاد آیا کہ پیغمبر نے کہا تھا اسے عائشہ کہیں وہ اونٹ والی تمہیں نہ ہو۔ یہ یاد آتے ہی عائشہ رونے لگیں اور کہنے لگیں مجھے واپس کرو، مجھے واپس کرو، لیکن طلحہ وزیر نے پچاس آدمی کو دے دلا کر تیار کر لیا اور ان سبھوں نے آکر عائشہ کے سامنے اللہ کی جھوٹی قسم کھائی کہ یہ چشمہ حواب نہیں ہے بس پھر کیا تھا عائشہ نے اپنا سفر جاری رکھا اور بصرہ آگئیں، مورخین کا بیان ہے کہ اسلام میں یہ سب سے پہلی جھوٹی گواہی ہے

(طبری، ابن اثیر، مدائی اور دیگر وہ مورخین جنہوں سنہ 36 ہ کے حالات لکھے ہیں)

اے مسلمانو!

اے روشن عقل رکھنے والو ، اس مشکل کا حل بتاؤ

1 - کیا یہ وہی بزرگ صحابہ ہیں جن کو ہم رسول کے بعد سب سے بہتر مانتے ہیں اور جن کی عدالت کے ہم قائل ہیں جو جھوٹی گواہی دیتے ہیں حالانکہ جھوٹی گواہی کو رسول خدا نے ان گناہان کبیرہ میں شمار کیا ہے جو انسان کو جہنم میں پہنچا دیتے ہیں  
وہی سوال پھر دہراتا پڑتا ہے اور ہمیشہ دہراتا ہوگا کہ کون حق پر ہے ؟

اور کون باطل پر ؟

یا تو عائشہ اور ان کے ہمتوں و طلحہ وزبیر اور ان کے ساتھی سب ظالم اور باطل پر ہیں اور یا پھر علی اور ان کے ساتھی ظالم اور باطل پر ہیں - یہاں کوئی تیسرا احتمال نہیں ہے - منصف مزاج اور حق کا متلاشی علی کی حقانیت کو تسلیم کرے گا۔ کیونکہ بقول مرسل کوچھوڑ دھگا کیونکہ انہیں لوگوں نے آتش فتنہ بھڑکائی تھی اور اس کو بجهانے کی کوشش بھی نہیں کی یہاں تک کہ اس نے ہر رطب و یابس کو جلا کر راکھ کر دیا اور اس کے آثار آج تک باقی ہیں -

مزید بحث اور اپنے اطمینان قلب کے لئے عرض کرتا ہوں کہ بخاری کے کتاب الفتن اور باب الفتنة التي تموج كموج البحر" میں تحریر ہے : جب طلحہ وزبیر و عایشہ بصرہ پہنچے تو حضرت علی نے عمار یاسر اور اپنے بیٹے حسن کو بھیجا یہ دونوں کوفہ آئے اور منبر پر گئے حسن بن علی منبر کے سب سے اونچے زینہ پر تھے اور عمار حسن سے ایک زینہ نیچے تھے - ہم لوگ دونوں کی باتیں سننے کے لئے جمع ہوئے تو میں نے عمار کو یہ کہتے ہوئے سنا

:

عائشہ بصرہ گئی ہیں - خدا کی قسم وہ دنیا و آخرت میں تمہارے نبی کی بیوی ہیں لیکن خدانے تمہارا امتحان لینا چاہا ہے کہ تم خدا کی اطاعت کرتے ہوں یا عائشہ کی -

(بخاری ج 4 ص 161)

اسی طرح بخاری کے

"كتاب الشروط باب ما جاء في بيوت ازواج النبي "

میں ہے : رسول خدا خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور عائشہ کے مسکن کی طرف اشارہ کر کے فرمایا : یہیں فتنہ ہے یہیں فتنہ ہے ، فتنہ یہاں سے شیطان کی سینگ کی طرح نکلے گا -

(بخاری ج 2 ص 128)

اسی طرح امام بخاری نے اپنی صحیح میں عائشہ کا رسول کے ساتھ بد تمیزی سے پیش آنا جس پر ابو بکر کا اتنا عائشہ کو مارنا کہ عائشہ کے جسم سے خون بھنے لگا - اور عائشہ کا رسول کے خلاف مظاہرہ کرنا جس پر خدا کی طرف سے طلاق کی دھمکی کا ملنا اور یہ دھمکی دینا کہ خدا تم سے بہتری بیوی نبی کو دے گا اور اسی قسم کی عجیب و غریب عائشہ کے لئے نقل کیا ان قصوں کو دہرا نا کتاب کو طول دینا ہے -

ان تمام باتوں کے باوجود میں یہ پوچھتا ہوں کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک صرف عائشہ ہی کا کیوں اتنا احترام واکرام ہے ؟ کیا اس لئے کہ یہ نبی کی بیوی تھیں ؟ تو نبی کی بیویاں تو اور بھی تھیں ، بلکہ عائشہ سے افضل بھی تھیں جیسا کہ خود نبی نے فرمایا ہے -

(ترمذی ، استیعاب در حالات صفیہ ، اصابة حالات صفیہ ام المؤمنین)

تو عائشہ میں کیا خصوصیت ہے ؟

یا ان کا احترام اس لئے زیادہ ہے یہ ابو بکر کی بیٹی تھیں ؟

یا اس لئے ان کا احترام زیادہ ہے کہ رسول خدا نے حضرت علی کے لئے جو وصیت کی تھی اس کو كالعدم بنانے میں سب سے اہم رول ان کا ہے ؟

جبیسا کہ روایت میں ہے جب عائشہ کے سامنے ذکر آیا کہ نبی نے علی کے لئے وصیت کی تھی تو آپ جھٹ سے بولیں یہ کسی نے کہا ؟

رسول میرے سینہ پر تکیہ لگائے لیٹے تھے مجھ سے طشت مانگا میں طشت کے جھکی اور نبی کا انتقال ہوگیا۔  
مجھے پتھ بھی نہیں چلا پس علی کے لئے کیسے وصیت کر دی۔

(بخاری ج 3 ص 68 باب مرض النبی ووفاته)

یا پھر ان کا احترام اس لئے زیادہ ہے کہ انہوں نے حضرت علی سے ایسی جنگ کی جس میں نرمی کی گنجائش نہ تھی۔ اور ان کے بعد ان کی اولاد سے لڑیں انتہا یہ کر دی کہ جب امام حسن کا جنازہ چلا تو آپ نے روکا اور یہ کہا جس کو میں میں دوست رکھے خدا اس کو دوست رکھے گا۔ اور جو ان سے بغض رکھے گا خدا اس سے بغض رکھے گا۔ یا ایک جگہ اور فرمایا تھا:- جوان سے جنگ کرے میں اس سے جنگ کروں گا جو ان سے صلح کرے گا۔ میں اس سے صلح کروں گا۔ الخ

ان تمام حدیثوں کو ام المؤمنین بھول گئی تھیں یا تجاذب عارفانہ سے کام لے رہی تھیں ؟ اور اس میں کوئی تعجب نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ حضرت علی کے بارے میں تو اس سے کئی گناہ زیادہ سنا تھا لیکن نبی کی ممانعت کے باوجود حضرت علی سے جنگ کر کے رہیں اور لوگوں کو ان کے خلاف اکساہی کے مانا ، ان کے فضائل کا انکار کر کے رہیں ... دراصل یہ جوہ تھی جس کی بنا پر بنی امیہ نے ان سے محبت کا اظہار کیا ، اور ان کو اس درجہ تک پہونچا دیا جہاں تک کسی کی رسائی نہیں ہے اور ان کے فضائل میں ایسی ایسی (جعلی) روایات نقل کیں جس سے کتابیں بھرگئیں ، شہروں شہروں ، دیہاتوں دیہاتوں ان کا چرچا ہوگیا

اور آخر کار ان کو امت اسلامیہ کا مرجع اکبر کیونکہ آدھا دین تو صرف تنہا عائشہ کے پاس تھا، اور شاید دوسرا دین ابو ہریرہ کے پاس تھا ، جس نے بنی امیہ کے حسب منشاء خوب خوب روایات جعل کی تھیں اسی لئے انہوں نے ابو ہریرہ کو اپنا مقرب بنالیا ، مدینہ کی گورنری ابوہریرہ کے حوالہ کو دی، ابو ہریرہ کے لئے "قصرعقيق" بنوایا گیا ،

جب کہ یہ بیچارے ایک مفلس قلاش آدمی تھے ان کو روایہ الاسلام کا لقب دیا گیا ،

اسی طرح بنی امیہ کے پاس ایک نیا پورا دین آگیا ... آدھا عائشہ کے ذریعہ آدھا ابو ہریرہ کے ذریعہ ... جس میں کتاب خدا اور سنت رسول نام کی صرف وہ چیزیں تھیں جن کو یہ لوگ پسند کرتے تھے ، اور جس کے ذریعہ ان کی سلطنت مضبوط ہو سکتی تھی ظاہر ہے کہ یہ دین تناقضات و خرافات کا مجموعہ ہوگا۔ اور اس طرح حقائق کو ختم کر کر ان کی جگہ تاریکیوں کو دیدی گئی اور بنی امیہ نے لوگوں کو اسی نئے دن پر چلانا شروع کر دیا اور اسی پر لوگوں کو ابھارا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دین خدا ایک مضمون کی خیز چیزیں کے رہ گیا۔ جس کی کوئی قدر و قیمت ہی نہ رہی اور لوگ معاویہ سے اتنا ڈنے لگے جتنا خدا سے نہیں ڈرتے تھے ۔

ہم جب اپنے علماء سے پوچھتے ہیں کہ علی ابن ابی طالب جنکی بیعت مہاجرین و انصار نے کی تھی ان سے معاویہ کا جنگ کرنا کیسا ہے ؟ اور جنگ بھی ایسی کہ جس نے مسلمانوں کو شیعہ ، سنی دو فرقے میں بانٹ دیا ار اسلام میں اس کی وجہ سے ایسا رخنه پڑگیا جو آج تک نہ بھر سکا ، تو وہ لوگ بڑی سادگی سے حسب عادت

جواب دیتے ہیں : علی و معاویہ دونوں ہی بڑے جلیل القدر صحابی ہیں دونوں نے اجتہاد کیا علی کا اجتہاد مطابق واقع تھا لہذا ان کو دو اجر ملے گا لیکن معاویہ نے اپنے اجتہاد میں غلطی کی اس لئے ان کو صرف ایک اجر ملے گا ۔ ہمارے لئے جائز نہیں ہے کہ ان کے حق میں یا ان کے برخلاف کچھ کہیں ، خود خدا وند عالم کا ارشاد ہے ، تلک امة قد خلت لها ما كسبتم ولكم ما كسبتم ولا تسئلون عمما كانوا يعملون (البقرة آیت 132)

ترجمہ:- (اے یہودیو) وہ لوگ تھے جو چل بسے جو انہوں نے کمایا ان کے آگے آیا اور جو تم کمائے گے تمہارے آگے آئیگا اور جو کچھ وہ کرتے تھے اس کی پوچھ گچھ تم سے نہیں ہوگی ..... افسوس کی بات یہی ہے کہ ہمارے علماء کے جوابات اسی قسم کے ہوتے ہیں جو سفسطہ ہوتے ہیں ۔ جن کو نہ عقل قبول کرتی ہے نہ دین نہ شریعت .. میرے معبد میں رائے کی غلطی ، خواہش کی لغزش ، شیاطین کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں ۔

بھلا وہ کون سی عقل سلیم ہے جو معاویہ کے اس اجتہاد پر اس کے لئے اجر کی قائل ہوگی جس کی بنا پر اس نے امام المسلمين سے جنگ کی بے گناہ مومنین کو قتل کیا ، ایسے ایسے جرائم کا ارتکاب کیا جس کا شمار صرف خدا ہی کرسکتا ہے ، مورخین کے نزدیک مشہور ہے کہ معاویہ اپنے دشمنوں کو قتل کرنے کے لئے اور ان کو راستہ سے ہٹانے کے لئے اپنے مشہور طریقہ پر عمل کرتا تھا یعنی زبر آلود شہد کھلا دیتا تھا اور کہا کرتا تھا :

خدا کا لشکر تو شہد میں ہے ۔

نہ معلوم یہ لوگ کیسے اس کو مجتہد مانتے ہیں اور اس کو اجر دینے کے لئے تیار ہیں حالانکہ "باغی گروہ" کا سردار تھا چنانچہ مشہور حدیث میں جس کو تمام محدثین نے لکھا ہے "آیا ہے :

افسوس عمار یاسر پر ہے !

جس کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا ۔ اور معاویہ واس کے اصحاب نے جناب عمار کو قتل کیا ہے اس کو کیونکر مجتہد کہتے ہیں جس نے حجر بن عدی اور اس کے اصحاب کر بڑی بے دردی سے قتل کیا اور صحرائے شام میں "مرج عذرا" میں دفن کر دیا کیونکہ ان لوگوں نے حضرت علیج پر لعنت کرنے سے انکار کر دیا تھا ..... جس شخص نے سردار جوانان جنت امام حسن کو زبر دے کر قتل کر دیا کیسے اس کو عادل صحابی مانتے ہیں ؟

جس شخص نے امت مسلمہ سے جبرو زبر دستی سے پہلے تو اپنے لئے پھر اپنے بد کار بیٹے یزید کے لئے بیعت لی جس نے شوری کے نظام کو بدل کر قیصر کی حکومت قائم کی (خلافت وملوکیت (مودودی) یوم الاسلام (احمد امین)) جس نے لوگوں کو حضرت علی اور ان کے اہل بیت پر منبروں سے لعنت کرنے کیلئے مجبور کیا اور جن لوگوں نے انکار کیا ان کو قتل کر دیا اور یہ لعنت ایسی سنت بن گئی جس پر جوان بوزہ ہے ہوگئے بچے جوان ہوگئے ، بھلا ایسے شخص کو کیوں کر مجتہد کہا جاسکتا ہے ؟ اور اس کو مستحق اجبر قرار دیا جاسکتا ہے ؟

لا حول ولا قوة الا بالله

پھر یہی سوال اٹھتا کہے کہ دونوں میں سے کون حق پر تھا اور کون باطل پر تھا ؟ یا تو علی اور ان کے شیعہ ظالم تھے اور باطل پر تھے اور یا معاویہ اور اس کے ساتھی ظالم تھے اور باطل پر تھے ۔ حالانکہ رسول اللہ نے سب چیز واضح کر دیا تھا ۔ جو بھی ہو ہر صورت میں تمام صحابہ کی عدالت بہر حال ثابت نہیں ہوتی ۔ اور نہ یہ منطق عقل سلیم پر پوری اترتی ہے ، ہر ہر چیز کی متعدد مثالیں ہیں جن کو خدا کے علاوہ کوئی احصاء نہیں

کرسکتا۔

اگر میں تفصیل میں جاؤں اور ہر واقعہ کے بارے میں ہر پہلو سے بحث کروں تو کئی ضخامت جلدیوں کی ضرورت ہوگی۔ مگر چونکہ میں نے اختصار کا ارادہ کر لیا ہے اور اس بحث میں صرف بعض مثالوں پر اکتفاء کی ہے۔ اور یہ الحمد لله ہماری قوم کے مزعومات کو باطل کرنے کے لئے کافی ہے ہماری قوم کا عالم یہ ہے کہ مدتیوں سے ہماری فکروں کو جامد بنادیا ہے اور یہ پابندی لگادی ہے کہ میں حدیث سمجھنے کی کوشش نہ کروں۔ عقل و شریعت کے معیار پر تاریخی واقعات کی تحلیل نہ کروں۔ جب کہ قرآن کریم اور سنت رسول ہم کو میزان عقل پر تولنے کا حکم دیتی ہے۔

اس لئے میں نہ طے کر لیا ہے کہ میں سرکشی کروں گا اور تعصب کے جس غلاف میں مجھے لیٹا گیا ہے، اس سے باہر نکلوں گا۔ بیس سال سے جن بیڑیوں میں مجھے جکڑا گیا ہے اس سے آزادی حاصل کر کے ربوں گا۔ میری زبان حال ان سے کہہ رہی ہے۔  
اے کاش!

میری قوم یہ جان لیتی کہ میرے خدانے مجھے کیوں بخش یہا اور میرا اکرام کیوں کیا۔ کاش میری قوم بھی اس نئی دنیا کا انکشاف کر لیتی جس کی وہ جہالت کے باوجود شدت سے مخالفت کرتی ہے۔

★★★★★

پوری کتاب حاصل کرنے کے لئے اس لنک پر کلک کیجئے

<https://alhassanain.org/urdu/?com=book&view=category&id=96>